اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں پر کتاب مستطاب

حیاتِ اعلیحضرت

تالیف لطیف

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی

ترتیب و تہذیب

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ ۔ لاہور

اعلیٰحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں پر کتاب مستطاب

حیاتِ اعلیٰحضرت

— تالیف لطیف —

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی

— ترتیب و تہذیب —

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ ◎ گنج بخش روڈ ◎ لاہور

☆☆☆

نام کتاب	ـــــــــــ	حیاتِ اعلیٰ حضرت
نام مؤلف	ـــــــــــ	ملک العلماء محمد ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
موضوع کتاب	ـــــــــــ	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندگی کے حالات
سال تصنیف	ـــــــــــ	۱۹۳۸ء
سال طباعت جلد اول	ـــــــــــ	۱۹۶۰ء
سال طباعت مکمل	ـــــــــــ	۲۰۰۳ء
مقدمہ	ـــــــــــ	ڈاکٹر مختار الدین احمد علی گڑھ (انڈیا)
ترتیب نو وتہذیب تازہ	ـــــــــــ	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے
تالیف سے طباعت تک	ـــــــــــ	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے
حروف چینی	ـــــــــــ	محمد عالم مختار حق
کمپوزنگ	ـــــــــــ	عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور 7236056
صفحات	ـــــــــــ	۱۰۸۰
ناشر	ـــــــــــ	مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ لاہور
تقسیم کار	ـــــــــــ	مکتبہ نبویہ، مرکزی مجلسِ رضا لاہور
قیمت اعلیٰ ایڈیشن	ـــــــــــ	۵۰۰ روپے
کوڈ نمبر	ـــــــــــ	2M63

ملنے کے پتے

☆ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جاپان مینشن ریگل چوک کراچی

☆ افکارِ رضا ۱۶۷ ڈم ٹم کر روڈ بمبئی (انڈیا)

☆ اجمیری بک ڈپو ۱۶۷ ڈم ٹم کر روڈ بمبئی (انڈیا)

☆ ماہنامہ ''کنز الایمان'' ٹیامحل شاہ جہانی مسجد دہلی (انڈیا)

مرکزی مجلس رضا کے اراکین اور جہان رضا کے معاونین نصف ہدیہ ادا کریں گے

مشکل سے ڈھکیلتے ہوئے قریب لائے۔ پہلوان چت لیٹ گئے لوگوں نے بکوشش کچھ پتھر اوپر پہنچایا اور کچھ پہلوان صاحب نے کوشش کرکے سینے پر لادلیا اور حیرت کی بات یہ ہوئی کہ باوجودیکہ وزنی پتھر سینہ پر تھا مگر کلام کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ پتھر کو اوپر رکھ لیا تو کہنے لگے اب اس پتھر پر جو آدمی آسکے کھڑے ہوکر خوب کودے۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا بھائی عبدالکریم اس پتھر ہی کا وزن کیا کم ہے جو اور آدمی کو سوار کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا حضور ملاحظہ تو فرمائیں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا ایک صاحب پتھر پر کھڑے ہوکر کودنے لگے اس کے بعد پہلو کی طرف سے لوگوں کو ہٹا کر ایک اشارہ میں پتھر کو سینے سے جدا کر دیا۔ سامنے لانبی بیل گاڑی کھڑی تھی جس پر شہر سے سامان آیا تھا بایمائے پہلوان صاحب لوگ اسے کھینچ لائے۔ پہلوان صاحب نے فرمایا اس میں جتنے حضرات آسکیں بھر جائیں بقیہ لوگ کھینچیں اور میرے اوپر سے گذار دیں۔ غرض آدمیوں کی بھری ہوئی گاڑی کا ایک پہیہ اپنی رانوں پر سے اور دوسرا شانوں پر سے چت لیٹ کر گذروا لیا بعدہٗ حضور نے بطور انعام کچھ رقم عطا فرمائی۔

اورنگ زیب عالمگیر کی ضرب سے شکستہ بت

اس کے بعد زمین قریب میں ایک پہاڑی پر جانے کا اتفاق ہوا جس پر پہنچنے کے لیے پانچ سو سیڑھی پتھر کی تھی۔ اس مقام کا نام چوسنٹھ جگنی تھا یعنی وہاں وہ بت محفوظ تھا جنہیں شاہ دین پرور حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے توڑا تھا۔ پہلی سیڑھی کے پاس دوستون پھاٹک کے قائم تھے ان میں سے ایک پر ایک سین بورڈ گورنمنٹ کی جانب سے لگا ہوا تھا جس میں بخط اردو' انگریزی یہ ہدایت لکھی تھی کہ کوئی ان بتوں کی مرمت نہ کرے۔ حضور نے اس نوٹس کو پڑھا اور مسکرا کر فرمایا جن کی حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے مرمت کی ہو ان کی کون مرمت کرسکتا ہے۔ اوپر گھاٹی کے جاکر دیکھا کہ بیچ میں ایک مندر ہے اور چاروں طرف احاطے میں بڑے بڑے بت رکھے ہیں جو تعداد میں ۸۴ ہیں مگر کوئی سالم نہیں کسی کی پستان کٹی ہوئی کسی کا ناک کسی کا' بازو' حضور نے اور تمام ہمراہیوں نے بآواز بلند پڑھا اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الٰھا واحدا الا نعبد الا ایاہ اسی کے

نواح میں ایک گھاٹی پر راستہ میں ایک پتھر یا چوٹی سی بشکل بت پڑی تھی مگر سالم وہ بھی نہ تھی جس سے پتا چلتا ہے کہ جس وقت حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بت شکنی فرمائی ہے تو اس وقت فرشتوں کا بھی ہاتھ تھا ورنہ کوئی بت تو سالم دکھائی دیتا۔ بعد نماز عصر کشتی میں سب لوگ سوار ہوئے اور اس بحری درہ میں جس کے دو جانب سنگ مرمر کی سر بفلک چٹانیں کھڑی ہیں اور قدرتی عجائب قابل دید تھے۔ کسی جگہ چاند کی شکل بن گئی ایک جگہ پہاڑ کے بجنسہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سیاہ فام شخص برہنہ سر سفید کرتہ پہنے کنارے پر بیٹھا ہے۔ حضور نے ان پہاڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ ایک صاحب مسجد میں آتے وقت طاق میں جو ڈھیلے رکھے تھے انہیں شاہد بنالیا کرتے تھے۔ یعنی کلمۂ شہادت پڑھ لیا کرتے تھے بعد انتقال کسی نے ان سے خواب میں پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ کہنے لگے مجھے حکم دوزخ کا ہوا فرشتے دوزخ کی طرف لے چلے مگر جس دروازے پر پہنچتے ہیں اس کے ساتھ ایک پہاڑ حائل ہے۔ فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے ہمارے رب! یہ پہاڑ کیسے ہیں۔ ارشاد باری ہوتا ہے اے میرے فرشتو! یہ پہاڑ ان ڈھیلوں کے ہیں جنہیں یہ میرا بندہ شاہد بنالیا کرتا تھا۔ اب اسے لے جاؤ میری رحمت سے جنت میں اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ جب ڈھیلے پہاڑ ہو گئے تو یہ تو پہاڑ ہیں کیوں نہ شاہد بنالیا جائے لہٰذا حضور کے ساتھ سب نے بآواز بلند بار بار کلمہ شہادت اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ پڑھنا شروع کردیا جس سے وہ پہاڑ گونج گئے۔ بعدہٗ حضور نے فرمایا آپ سے پہلے تقریباً ۱۲ سال ہوئے کہ میں نے اس درے میں ایک فقیر صاحب کو ایک جھونپڑی میں دیکھا تھا غرض کشتی آگے بڑھی دور سے دیکھا کہ جھونپڑی کے آثار پائے جاتے ہیں مگر فقیر صاحب کا پتا نہ تھا اور وہیں دیکھا کہ پانی پر دور تک سیاہ کائی جمی ہوئی تھی۔ ملاحوں نے فوراً کشتی روکی اور گھبرا کر کہا کہ کوئی بیڑی پینے کے لیے دیا سلائی نہ جلائیں کہ شہد کی مکھی پانی پی رہی ہے۔ خیریت گذری کہ ابھی کشتی کی رفتار سے پانی کی لہر وہاں تک پہنچنے نہیں پائی ہے اور تیزی کے ساتھ کشتی کا رخ پھیر کر گھاٹ پر آ کر دم لیا اور کہنے لگے کہ یہ حضور کے قدموں کی برکت تھی کہ سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے ورنہ ایک بھی نہ بچتا اگر وہ خبردار ہو کر پلٹ جاتی سب نے مغرب کی

نماز پڑھی اور خدا کا شکر ادا کیا اور شہر کو واپس آ گئے۔

اعلیٰحضرت نے جبلپور میں ۲۸ دن قیام فرمایا

جبلپور ۲۸ یوم حضور کا قیام رہا اور اس عرصے میں قریب قریب روزانہ کبھی ایک وقت کبھی دونوں وقت شہر میں دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا اور دعوتوں میں صرف ہم ہی لوگ مدعو نہیں ہوتے بلکہ مقامی حضرات بھی شریک ہوتے تھے اور اس طرح بڑی جماعت کے کھانے کا اہتمام ہو جاتا تھا۔ یہاں پر دعوت کا یہ دستور تھا کہ بعد فراغ طعام حاضرین کو معطر کر کے ایک ایک گجرا پھولوں کا ضرور ڈالا جاتا تھا۔ چونکہ حضور حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے مہمان تھے اس لیے ہر میزبان کی دعوت بمنظوری حضرت ممدوح مقرر ہوتی تھی۔ بعض دعوتوں میں ہمراہیان حضور کو بھی حضور کے ساتھ بیش بہا عمامے نذر کیے گئے۔

سیٹھ عبدالکریم رضوی کی شاندار دعوت

مکرمی سیٹھ عبدالکریم صاحب قادری رضوی عرف مکی سیٹھ صاحب نے جنہوں نے حضور کی تشریف آوری جبلپور میں بہت بڑا حصہ لیا تھا بڑے پیمانے پر دعوت کا اہتمام کیا۔ دعوت کی جگہ خاص طور پر ایک لانبے کمرے کی صورت تھی جس کے طول میں ہر دو جانب برابر دروازے تھے۔ اس دعوت میں اگرچہ معمول سے کہیں زائد اجتماع تھا مگر کمرہ اتنا وسیع تھا کہ بیک وقت سب حضرات کے روبرو دسترخوان بچھ گیا اور ایک ساتھ ہی سب کے ہاتھ یوں دھل گئے کہ ہر در میں آفتابے ہر ایک کے سامنے آ گئے اور یوں ہی بیک وقت کھانا روبرو اتار دیا گیا میں نے جملہ اقسام کا شمار کیا تو ۲۸ قسمیں تھیں۔ جب سب حضرات کھا چکے آن واحد میں جملہ ظروف اور دستر خوان اٹھ گئے۔ میں نے سیٹھ صاحب سے آہستہ سے کان میں کہا کہ سیٹھ صاحب آپ نے دعوت کی یا بائیسکوپ کا تماشا دکھایا۔ وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے اس کے بعد سیٹھ دادا بھائی سلامی نے زبردست دعوت کی یعنی پلاؤ روغن بادام پکوایا تھا۔ سید عبدالکریم صاحب قادری رضوی نے دعوت کی اور سب کو تسری قیمتی عمامے تقسیم کیے۔ خود حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مدظلھم الاقدس کے یہاں تو مستقل مہمان ہی تھے پھر بھی مخصوص طور پر ایک دعوت فرمائی اور نہایت خوبصورت سچے پلوؤں کے عمامے تقسیم کیے۔